REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP -23

جلد ۴۴ — شمارہ ۴۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۸ جمادی الثانی ۱۴۱۶ ہجری — ۲ نبوت ۱۳۷۴ ہش — ۲ نومبر ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۳۱ اکتوبر (بذریعہ ایم۔ ٹی۔ اے)
سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔
احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

ایمان کیلئے ابتلا ضروری شے ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک شخص نے اپنی تکالیف اور ابتلاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا:-

جب اللہ تعالیٰ کسی آسمانی سلسلہ کو قائم کرتا ہے تو ابتلا اس کے جزو ہوتے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے۔ ضروری ہوتا ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی ابتلا آوے تاکہ اللہ تعالیٰ سچے اور مستقل مزاجوں میں امتیاز کر دے اور صبر کرنے والوں کے مدارج میں ترقی ہو۔ ابتلا کا آنا بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت: ۳) کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور ان پر کوئی ابتلا نہ آوے ایسا کبھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ وہ غداروں اور کچوں کو الگ کر دے پس ایمان کے بعد ضروری ہے کہ انسان دکھ اٹھاوے بغیر اس کے ایمان کا کچھ مزا ہی نہیں ملتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور انہوں نے کیا کیا دکھ اٹھائے آخر ان کے صبر پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے بڑے مدارج اور مراتب عالیہ عطا کئے انسان جلد بازی کرتا ہے اور ابتلا آتا ہے تو اس کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ دنیا ہی رہتی ہے اور نہ دین ہی رہتا ہے مگر جو صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان پر انعام و اکرام کرتا ہے اس لئے کسی ابتلا پر گھبرانا نہیں چاہیئے ابتلا مومن کو اللہ تعالیٰ کے اور بھی قریب کر دیتا ہے اور اس کی وفاداری کو مستحکم بناتا ہے لیکن کچے اور غدار کو الگ کر دیتا ہے۔

ایک شخص نے ذکر کیا کہ میرا ایک ساتھی تھا مگر اسے جماعت میں داخل ہونے کے بعد کچھ تکالیف پہنچیں تو وہ الگ ہو گیا۔ فرمایا:-

تم شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس ابتلا سے بچا لیا ایک وہ زمانہ تھا کہ تلواروں سے ڈرایا جاتا تھا اور وہ لوگ اس کے مقابلہ پر کیا کرتے تھے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے اور کہتے رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ: ۲۵۱) مگر آج کل تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ تلوار سے نہیں ڈرایا جاتا اصل یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے سلسلہ میں رہنے کے لائق نہیں پاتا ان کو الگ کر دیتا ہے وہ ایمان کے بعد مرتد اس لئے ہوتے ہیں کہ قیامت کو جب وہ اپنے رفیق کو جنت میں دیکھیں تو ان کی حسرت اور بھی بڑھے اس وقت وہ کہیں گے کاش ہم اپنے رفیق کے ساتھ ہوتے اپنی ہی کمزوری ہے جو ذرا ذرا سی بات پر یہ لوگ گھبرا جاتے ہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا رازق سمجھ لیں اور اس پر ایمان رکھیں تو ایک جرأت اور دلیری پیدا ہو جاتی ہے پس ساری باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صبر اور استقلال سے کام لینا چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے ثبات قدم کی دعا مانگتے رہو کسی کا مرتد ہو جانا کچھ میرے سلسلہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ منہاج نبوت کے ساتھ یہ بات لازمی ہے نبیوں کے سلسلے میں یہ نظیریں ملتی ہیں ہم کو کوئی افسوس نہیں البتہ ایسے لوگوں پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کو دوچند عذاب ہوگا اس لئے کہ وہ ایمان لا کر مرتد ہوئے اور پھر بہشت کے پاس پہنچ کر واپس ہوئے یہ حسرت کا عذاب ہوگا۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۹۹-۱۰۱)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل بدھ جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲؍نبوت ۱۳۷۴ہش

خُدائے واحد کی تبلیغ

(۱)

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے اعلان کے مطابق جماعتہائے احمدیہ بھارت ۱۹؍تا ۲۶؍نومبر کو پورے ہندوستان میں ہفتہ تبلیغ منا رہی ہیں۔ الحمد للہ کہ چند سالوں سے یہ سلسلہ جاری ہے اور اس کے بہت ہی مفید نتائج منظر عام پر آ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے قیام کے بس دو ہی مقاصد ہیں ایک تو یہ کہ بھولی بھٹکی مخلوقِ خدا کو خدائے واحد کے آستانہ پر جھکا دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان محبت اور اخوت کے جذبات کو عملی شکل میں ڈھال دیا جائے یہی دعوت الی اللہ ہے اور ایسا کرنے والا ہر مخلص احمدی داعی الی اللہ ہے۔

آج کی اس گفتگو میں ہم خدائے واحد کے وجود برحق اور اس تعلق میں اسلام اور اسلام سے قبل کے مذاہب کے عقائد و نظریات کے متعلق کچھ ذکر کریں گے حقیقت یہ ہے کہ خدائے واحد کا تصور فطرت انسانی کا ایک ایسا جزو لاینفک ہے کہ جب سے اس کائنات کی تخلیق عمل میں آئی ہے تاریخ عالم بالخصوص تاریخ مذاہب ہمیں اس تصور سے خالی نظر نہیں آتے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تک جس قدر انبیاء علیہم السلام اس سرزمین پر مبعوث ہوئے ہیں سب کی تعلیمات کا نکتہ مرکزی خدائے واحد اور اس کی محبت کی تبلیغ ہی نظر آتا ہے۔ انبیاء خواہ سرزمین عرب اور اس کے اردگرد مبعوث ہوئے ہوں سرزمین ہند یا مشرق بعید کے ممالک میں ظاہر ہوئے ہوں۔ دنیا کے کسی بھی کنارے پر اُن کی آمد ہوئی ہو اگر ہم ان سب کی تعلیمات کا یکجا مطالعہ کریں تو ان میں جو چیز قدر مشترک کی صورت میں ہمارے سامنے اُبھرتی ہے۔ وہ کائنات کے ایک خالق و مالک کی ہستی کا تصور ہے۔

اس وقت دنیا میں چار بڑے مذاہب ہیں ان کی مقدس کتب کی روشنی میں ہم یہ ثابت کرنا چاہیں گے کہ تمام مذاہب اور الہامی کتب کی بنیادی تعلیم توحید کا ہی سبق دیتی ہے۔ عہد نامہ قدیم جس کو یہودی اور عیسائی دونوں تسلیم کرتے ہیں اس میں خدائے واحد کی تعلیم دیتے ہوئے لکھا ہے۔

" سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ"

(استثناء باب ۶ : ۴-۵)

•۔ اسی طرح سلاطین باب ۸ آیت ۲۳ میں ہے

" اے خداوند اسرائیل[ل] کے خدا تیری مانند نہ تو اوپر آسمان میں نہ نیچے زمین پر کوئی خدا ہے"۔

•۔ زبور باب ۷۲ آیت ۱۸ میں مرقوم ہے

"خداوند اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے"۔

عہد نامہ جدید جس کو تمام عیسائی دنیا تسلیم کرتی ہے اس میں بھی بنیادی طور پر واحدانیت ہی کی تعلیم ہے اگرچہ پولوس نے بعد میں غیر فطری طور پر توحید کو تثلیث میں بدل دیا۔ یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ میں لکھا ہے۔

" ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح کو جس کو تو نے بھیجا ہے جانیں"۔

•۔ سرزمین ہند میں تشریف لانے والے عظیم الشان ہادی حضرت کرشن جی مہاراج کے مقدس اُپدیش جو مقدس گیتا میں درج ہیں اس میں خدائے واحد کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے شری کرشن جی فرماتے ہیں۔

" برہما بھی گورو تھے وشنو بھی گورو تھے مہیشور بھی گورو تھے لیکن صحیح معنوں میں ہمارا ہادی و مولیٰ پرم برہما پرمیشور ہے میں اس واحد و یگانہ خدا کے سامنے سربسجود ہوتا ہوں۔"

•۔ شری رام چندر جی مہاراج فرماتے ہیں :۔

" سارے عالم کے ملجاء و ماوی وحدہ لاشریک خدا کی پناہ میں میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔" (یُدھ کانڈ ادھیائے ۱۹ : ۵۶)

اسلام سے قبل مذاہب کی پیش کردہ واحدانیت کی تعلیم پر جب دھول پڑ گئی اور لوگوں نے خدائے واحد کو بھلا کر مورتیوں درختوں سانپوں اور قبروں یا بعض مقدس کتابوں کے سامنے سجدے کرنے شروع کر دئے یا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے انسانوں کو بھگوان یا خدا کے بیٹے سمجھنا شروع کر دیا تو اسلام نے اپنی کامل و مکمل تعلیم کے ساتھ خدائے واحد کی شان کو دنیا کے سامنے از سر نو ظاہر کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

قل ھو اللہ احد (الاخلاص)

تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔

لیکن دیگر مذاہب سے بڑھ کر قرآن مجید کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے نہ صرف توحید کا نعرہ بلند کیا ہے بلکہ واحدانیت باری تعالیٰ کے عظیم دلائل بھی پیش فرمائے ہیں فرمایا اللہ اس لئے ایک ہے کہ

•۔ اللہ الصمد ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں

•۔ لم یلد ولم یولد اللہ اس لئے ایک ہے کہ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اُسے کسی نے جنا۔ کیونکہ جننے یا جنے جانے کی وجہ سے ایک وجود دو وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ولم یکن لہ کفوا احد ۔ اللہ ایک اس لئے ہے کہ اس کی برابری کا کوئی اور وجود نہیں۔ اب ان سانچوں میں جو وجود ڈھل نہ سکے اُس کے متعلق بے شک ہزار دعوے کئے جائیں کہ وہ خدا، خدا کا بیٹا، بھگوان وغیرہ ہے وہ ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے اسلام خدا کی واحدانیت کی جو تعلیم پیش کرتا ہے وہ دیگر مذاہب کی نسبت بہت بلند و بالا ہے کیونکہ اس میں خدائے واحد کی ذات اقدس کے ساتھ کسی دیوی دیوتا یا ابن اللہ کا تصور نہیں پایا جاتا اگرچہ دیگر مذاہب میں بنیادی طور پر خدائے واحد کا تصور ہے لیکن چونکہ اس کی واحدانیت کو دلائل حقہ و براہین ساطعہ سے ثابت نہیں کیا گیا اس لئے اُن مذاہب کی کتب میں واحدانیت کے صاف و سیدھے راستے کے ساتھ ساتھ مشرکانہ خیالات و تعلیمات

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

[ل] ۔ چونکہ بائیبل کی تعلیم صرف اسرائیلی خاندان کے لئے تھی اس لئے وہ خدا جس کو قرآن مجید نے "ربّ العالمین" یعنی سارے جہانوں کا خدا فرمایا ہے اس کو بائیبل میں جا بجا اسرائیل کا خدا بتایا گیا ہے۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
PHONE : 04524 - 649

ارشاد نبوی
تعلّموا الیقین
(یقین کو سیکھو)
۔ (منجانب) ۔
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ بینٹنک اسٹریٹ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبر: ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۷

خطبہ جمعہ

ہم اس زمانے میں داخل ہو چکے ہیں جب کہ دعوت الی اللہ

بڑے زور اور شان اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء مطابق ۲۸ وفا ۱۳۷۴ ہش بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) برطانیہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(الانفال: ۴۶، ۴۷)

پھر فرمایا:-

اسماء باری تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے اس تعلق میں گزشتہ خطبے میں میں نے صبر سے متعلق جماعت کو تلقین کی تھی، خصوصاً اس لئے کہ دعوت الی اللہ کے تعلق میں جیسا گہرا رشتہ قرآن کریم نے صبر کے ساتھ باندھا ہے اس کی کوئی اور مثال دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا کی کسی کتاب میں دعوت الی اللہ کے مضمون کو صبر سے اس مضبوطی اور قطعیت کے ساتھ نہیں باندھا گیا جیسا کہ قرآن کریم نے باندھا ہے اور اس کے ہر پہلو کو بیان فرمایا ہے۔ اس تعلق میں صبر کی جتنی قسمیں ہیں جس جس قسم کے صبر کی ضرورت پیش آسکتی ہے ان سب کا بیان ہے۔ یہ دو آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورہ انفال کی چھیالیسویں اور سینتالیسویں آیات ہیں ان میں بھی یہی مضمون جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝"

یہاں بظاہر تو قتال کی بات ہو رہی ہے۔ مگر قتال جہاد کا ایک حصہ ہے، ایک نوع ہے۔ اور اس آیت کریمہ میں جو طرز بیان اختیار فرمائی گئی ہے وہ جہاد کی ہر قسم پر حاوی دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا، جب تمہارا کسی دشمن کی ٹولی سے آمنا سامنا ہو، مڈبھیڑ ہو جائے تو ثبات قدم دکھانا۔ "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا" اور ثبات حاصل کرنے کا راز اس بات میں ہے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے رہو۔ "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" تاکہ تم کامیاب ہو۔ "وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ "وَلَا تَنَازَعُوْا" اور آپس میں جھگڑے نہ کرو۔ "فَتَفْشَلُوْا" ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور بزدلی دکھاؤ گے۔ "وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ" اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہے وہ ہوا ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔ "وَاصْبِرُوْا" پس علاج یہی ہے کہ صبر سے کام لو "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اور یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہاں دعوت الی اللہ کا جہاں تک تعلق ہے اس سلسلے میں بھی دو باتیں ہیں خاص طور پر ان آیات کے حوالے سے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ ثبات قدم کا راز ذکر الٰہی میں ہے اور بسا اوقات بہت سخت دشمن جماعتیں مقابلے پر نکلتی ہیں بڑے، بڑے بدگو علماء، یا فاسدہ منصوبے بنا کر اپنے ٹولے ساتھ لیکر سامنے آتے ہیں اور بدنیتوں کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ موقع ہے جب کہ بظاہر تلوار کا جہاد نہیں بھی ہے تب بھی قدم اکھڑنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا، اس وقت اگر تم نے جرات حاصل کرنی ہے دل کا ثبات حاصل کرنا ہے یہاں قدموں سے زیادہ دل کے ثبات کی بات ہے "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" تو کثرت سے ذکر الٰہی کرتے رہنا اور ایسا کرو گے تو تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" تاکہ اس کے نتیجے میں تم کامیاب ہو جاؤ۔

"واطیعوا اللہ ورسولہ" دوسرا ثبات کا راز اور جمیعت اور طاقت کا راز یہ بیان فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دامن نہیں چھوڑنا۔ "ولا تنازعوا" اور آپس میں اختلاف نہیں کرنا۔ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنا نہیں۔ اگر تم ایک دوسرے سے جھگڑو گے اور اختلاف کرو گے اور تمہاری جماعتیں پھٹ جائیں گی "فتفشلوا" تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ دشمن کے مقابل پر بھی تم ضرور بزدلی دکھاؤ گے "وتذھب ریحکم" اور تمہارے رعب کی جو ہوا بندھی ہوئی ہے وہ جاتی رہے گی "وَاصْبِرُوْا" اور صبر کرو صبر سے کام لو۔ یہاں صبر کے دو معنے ہیں دونوں معنوں ہی میں یہاں یہ اطلاق پاتا ہے اول یہ کہ دشمن کے مقابل میں صبر سے کام لو۔ دوسرے ان امور میں صبر سے کام لو جن کے نتیجے میں تم پھٹ جایا کرتے ہو۔ ایک دوسرے سے تعلقات ایسے قائم رکھو کہ اگر کسی طرف سے زیادتی ہو بھی جاتی ہے تب بھی صبر کے نمونے دکھاؤ تاکہ تمہارے آپس کے اختلاف نہ بن جائیں اور وہ اختلاف بڑھ نہ جائیں۔ کیونکہ جہاں الٰہی جماعتوں میں اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں وہاں ضرور ان کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ غیر سے مقابلے کی بجائے وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقابلے کرنے لگتے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ بزدلی ہے۔

پس جہاں تک میں جماعتی حالات پر نظر رکھتا ہوں قطعی طور پر اس بات میں ایک ذرہ بھی شک نہیں دیکھتا کہ جہاں بھی جماعتیں، آپس میں پھٹی ہیں وہاں ساری برکتیں اٹھ گئی ہیں۔ وہیں بزدلی پیدا ہوئی ہے، وہاں سے دعوت الی اللہ کا مضمون اٹھ گیا ہے۔ جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ دے اس طرح دعوت الی اللہ ان لوگوں کے گھروں سے غائب ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی رضا کی بجائے ناراضگی کا موجب بن جاتے ہیں۔ اور صبر کا یہاں جو مضمون ہے وہ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ جب بھی ان لوگوں کے اختلافات کی تحقیق کی جاتی ہے تو جواباً یہ کہتے ہیں فلاں نے ہم پر زیادتی کی اور جب اس فلاں سے پوچھتے ہیں تو پہلے کی طرف انگلی اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے زیادتی کی ہے۔ اور جب بھی جماعتی کوششوں کے نتیجے میں ان میں صلح

کروانے کی کوشش کی گئی تو یہ بحث کبھی ختم نہیں ہوئی۔ ان بحثوں میں پڑ کر آج تک میں نے کبھی تسلی بخش نتیجہ نکلتے دیکھا نہیں۔ مسلسل سالہا سال سے ایک دوسرے پر الزام تراشیاں جاری رہتی ہیں۔ اور ایک بھی فریق یہ نہیں مانتا کہ قصور میرا تھا اس کا نہیں تھا۔ پس ایسی صورت میں جب بھی کامیابی ہوئی ہے وہاں اسی وقت ہوئی ہے جب "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" کا مضمون چلا ہے۔

بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمائندگی کا حوالہ دے کر، یہ بتا کر کہ اللہ تعالیٰ نے آج مجھے آپ کی نمائندگی کے منصب پر فائز فرمایا ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان جھگڑوں کو چھوڑ دیں اور بھول جائیں۔ جہاں دلوں میں اطاعت کا جذبہ تھا جہاں اللہ کی محبت اس حد تک غالب تھی کہ محمد رسول اللہ کے نام پر، اللہ کے نام پر ان سے انکار ممکن نہیں وہاں بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ ان لوگوں نے سب جھگڑے بھلا دیئے، یہ بحثیں ترک کر دیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر وہ یک جان ہو گئے۔ پس اس آیت کے ہر حصے کا ہر دوسرے حصے سے گہرا تعلق ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کے بغیر یکجہتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہ وحدت نصیب نہیں ہو سکتی جس کے بغیر آپ کبھی بھی غیر اللہ سے مقابلے نہیں کر سکتے۔ اس وحدت کے بغیر آپ میں طاقت ہی نہیں کہ آپ غیر اللہ سے مقابلہ کر سکیں۔ اور یہی آج خصوصیت سے بعض جماعتوں میں بلا بنی ہوئی ہے کہ سال ہا سال کی نصیحتوں کے باوجود ان کی بحثیں، ان کے جھگڑے ختم نہیں ہوتے۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایک فریق کو کاٹ کر الگ کر دینا پڑے تو اب میں اس سے گریز نہیں کروں گا۔ کیونکہ آج وہ دور آ چکا ہے ہم اس زمانے میں داخل ہو چکے ہیں جبکہ دعوت الی اللہ بڑے زور اور شان اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ تمام دنیا کے ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پس ان چند لوگوں کی خاطر، ان کی دلداریوں کی خاطر کہ ان کے دل نہ ٹوٹیں، نظام جماعت سے الگ ہو کر ان کے دوستوں کو ٹھوکر نہ لگے کب تک جماعتی نقصان برداشت کرتے رہیں گے۔ پس یہ آخری تنبیہ ہے۔ بعض صورتوں میں میں ایسے اقدام کر چکا ہوں اگرچہ میرے دل پر یہ بہت بوجھل ہوتی ہے۔ لیکن باقی جگہ بھی اب وہی جماعت رہے گی جو ایک ہے۔ اور اختلاف آپس میں مٹے ہوں یا نہ ہوں نظام جماعت کے نمائندے جب آخری فیصلہ کر دیں گے اگر وہ غلط ہے تو خدا پر ہے کہ وہ خود اس کے نتیجے میں کسی مظلوم کی اشک شوئی فرمائے اور اللہ ہی پر ہے کہ وہ دلوں پر نظر ڈالتا ہے کہ کس نے فیصلے کس نیت سے کئے تھے۔ یہ فیصلے پھر خدا کے ہاتھ میں ہوں گے مگر اس دنیا میں بہرحال وحدت کے قیام کی خاطر تمام جماعت کو ایک ملت واحدہ بنانے کے لئے تمام تفریقوں کو مٹانا ہوگا اور یہی نصیحت ہے اس آیت کی۔ اور اس کے متعلق میں پھر عرض کرتا ہوں کہ صبر کے بغیر یہ بات ممکن نہیں ہے۔

فیصلوں کے متعلق بھی اگر آپ سر تسلیم خم کرنا چاہیں اور اطاعت پر تیار بھی ہوں تو بسا اوقات دل بہت دکھ محسوس کرتا ہے ایسا شخص جو سمجھ رہا ہو اور یقین رکھتا ہو، چاہے اس کا یقین غلط ہی کیوں نہ ہو کہ فلاں نے مجھ پر زیادتی کی تھی اور نظام جماعت کا نمائندہ آیا اس نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا اور مجھ پر دباؤ ہے کہ میں اپنی انا توڑ کر اس کے سامنے جھک جاؤں اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤں تو بڑے دکھ کا معاملہ ہے اس وقت دل کی کیفیت بھی اپنے ذہن کو منتقل کر کے دیکھیں تو بعض دفعہ اس قدر شدید ابتلاء آ جاتا ہے جو آخر وقت تک اپنے آپ کو سچا سمجھ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واصبروا" صبر سے کام لو صبر ہی ان باتوں کا علاج ہے۔ اور جو اللہ کی خاطر صبر کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ پس یہ نقصان کا سودا نہیں۔ دنیا کی نظر میں، برادری کی نظر میں اگر کچھ انسان خفت بھی محسوس کرے مگر اگر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہے تو اللہ اس کا اتنا اجر عطا فرمائے گا کہ آپ کی نسلیں بھی ان فضلوں کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ پس صبر کے رستے پر ہی اللہ کی رضا ہے اسی رستے پر صبر کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔

> **اللہ اور رسول کی اطاعت کے بغیر یکجہتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہ وحدت نصیب نہیں ہو سکتی جس کے بغیر آپ کبھی بھی غیر اللہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے**

پھر دوسری آیت کریمہ جو میں نے آج کے مضمون کے لئے چنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝
فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝
إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

(المومنون: ۱۱۰ تا ۱۱۲)

پس دعوت الی اللہ کرنے والوں کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کی تیاری کے لئے صبر کی ضرورت ہے اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جو لوگ ہدایت کا فیض پاتے ہیں زیادہ بھی صبر پر گامزن ہوں تو وہ آسمانی فیوض کو حاصل کرتے ہیں۔ ورنہ ان کی دنیاوی کوشش اور جدوجہد اور رشد کی خاطر تکلیف اٹھانا اگر صبر سے عاری ہو جائے تو وہ اپنے پھلوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پس آنے والوں کے لئے بھی نصیحت ہے کیونکہ ہر نیا آنے والا جو اللہ کی آواز پر لبیک کہتا ہے وہ لازماً ایک ابتلاء کے دور سے گزارا جاتا ہے۔ اور خدا کی تقدیر یہی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ ابتلاء بھی پھیلتے چلے جائیں اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں آنے والوں کو بعض دفعہ اپنے سامنے آگ دکھائی دے اس آگ میں سے گزریں تو پھر وہ جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی کون سا ذریعہ ہے جسے اختیار کریں تو اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کر لیں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "انی جزیتہم الیوم بما صبروا" میں نے تو انہیں آج ہمیشہ کی جزا دینی ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر اختیار کیا "انہم ہم الفائزون" اور یہ تو مقدر ہے طے شدہ بات ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب رہنے والے ہیں۔

پہلی آیات میں جو میں نے تلاوت کیں خدا تعالیٰ نے آنے والوں کی قربانیوں اور ابتلاؤں کو ذکر فرمایا ہے لیکن اس رنگ میں کہ سارا دور انہوں نے دعائیں کرتے گزارا ہے۔ اللہ کا فضل چاہتے ہوئے، اسی سے رحم کے طلبگار رہتے ہوئے مسلسل دعاؤں میں مصروف لوگ تھے جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اور چونکہ وہ دعائیں کرنے سے اللہ سے رحم طلب کرتے

رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ فرماتا ہے میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جنہوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہمارا رب ہے، جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے "آمنا" یہ کہہ کر ہم ایمان لے آئے یعنی محض اللہ کو رب سمجھتے ہوئے اسی پر توکل رکھتے ہوئے غیر اللہ کی نفی کرتے ہوئے جو ایمان کی دعوت ہمیں پہنچی ہم نے اس پر لبیک کہہ دیا "فاغفرلنا" پس اے ہمارے رب اب ہم سے بخشش کا سلوک فرما "وارحمنا" اور ہماری حالت پر رحم فرما "وانت خیر الراحمین" اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

یہاں نئے آنے والوں کا بخشش طلب کرنا تو سابقہ گناہوں کے تعلق میں ہے۔ رحم ان مظالم کے نتیجے میں ہے جو دشمن کر رہا ہے۔ ان سے تو رحم کی توقع نہیں دشمن تو مظالم کرتا ہے اور کرتا چلا جائے گا مگر ان کے مظالم کے نتیجے میں اللہ سے رحم مانگا جا رہا ہے۔ اور دوسرا یہ بھی اس میں حکمت کی بات سمجھائی گئی ہے کہ نئے آنے والے جب تکلیفوں اور مصیبتوں میں سے گزریں تو لوگوں سے رحم نہ مانگا کریں بلکہ جس کو رب بنایا تھا جس کی خاطر ایمان لائے اسی سے رحم طلب کیا کریں۔ اور یہ خاص طور پر آج کے دور میں سمجھانے کے لائق ہے کیونکہ پاکستان میں خصوصیت کیساتھ جب بھی کوئی احمدی ہوتا ہے اس پر مصیبتوں کا ایک بظاہر نہ ختم ہونے والا دور شروع ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کے ابتلاؤں میں آزمایا جاتا ہے، اس کے اپنے چھوڑ دیتے ہیں، اس کے دوست دشمن ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض دفعہ بہن بھائی بھی اس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اس نے احمدی ہو کر ہماری ناک کاٹ دی ہے اپنی دنیاوی عزتوں کی خاطر وہ اپنے جگر گوشے کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ مصائب ہیں جن سے کئی لوگ گزرتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو کنگال ہو گئے، گھروں سے نکالے گئے، جائیدادوں سے عاق کئے گئے۔ اور اس کے باوجود وہ اللہ کے فضل کے ساتھ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اپنے درد کے تذکرے اگر کرتے بھی ہیں تو کسی لالچ، یا مدد کی تمنا کی توقع کے ساتھ نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جب کسی نومبائع نے اپنے دردناک حالات مجھے لکھے تو باوجود اس کے کہ اس نے کچھ مانگا نہیں تھا میں نے اس کے نتیجے میں جماعت کو ہدایت کی کہ فوری طور پر رابطہ کریں اور جس حد تک ممکن ہے ان کی مدد کریں۔ تو جواب آیا کہ انہوں نے جواباً یہ کہا ہے کہ ہم خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونگے جیسی روکھی سوکھی میسر ہوئی وہی کھا کر گزارہ کریں گے مگر ہم کسی سے دنیا میں مدد کے محتاج نہیں ہیں، نہ ایسی مدد قبول کریں گے۔ پس بڑے عزت والے لوگ ہیں، بڑے سربلند انسان ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنکو خدا کے حضور سربلندی عطا کی جاتی ہے، جو خدا کے سامنے جھکتے ہیں اور غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتے وہ اپنوں کے سامنے بھی سر جھکانے سے حیا محسوس کرتے ہیں۔ انہیں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انی جزیتھم الیوم بما صبروا" آج کے دن ان کی جزا مجھ پر ہے اور میں ہی جزا دوں گا کیونکہ انہوں نے صبر کے حیرت انگیز نمونے دکھائے۔ "انھم ھم الفائزون" اور یہی وہ گروہ ہے جو دراصل غالب آیا کرتا ہے۔ پس نو مبائعین میں اگر ایسے لوگوں کی تعداد بڑھے جو تبلیغ کرنے والا ان کو سمجھاتا رہے شروع سے آخر تک کہ جس خدا کی خاطر تم نے ہدایت کو قبول کیا ہے وہ خدا اب تمہارا ذمہ دار ہے اور اس کے سوا کسی اور کی طرف نظر نہ کرنا۔ اگر یہ سمجھا کر اس کو آخری فیصلہ کرتے ہوئے بیعت پر آمادہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ گروہ ہے جو غالب آنے والا ہے پھر۔

ایسے نئے بیعت کرنے والے کثرت سے دوسروں کی بیعت کرواتے ہیں اور اپنے سارے ماحول کو تبدیل کر دیا کرتے ہیں اور اس کی بھی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ شروع میں تکلیفیں اٹھائیں ثابت قدم رہے مگر کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دن بدلنے شروع کئے۔ ابھی دو دن پہلے ایک خط اسی موضوع پہ

> **اس دنیا میں بہرحال وحدت کے قیام کی خاطر تمام جماعت کو ایک ملت واحدہ بنانے کیلئے تمام تفریقوں کو مٹانا ہوگا**

ملا جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک نوجوان نے جب بیعت کی ہے تو اس کو مارا کوٹا گیا، بند رکھا پہلے گھر میں، پھر جب وہ بالآخر رہائی پا کر باہر نکلا تو ہر قسم کی مصیبتیں اس نے برداشت کیں۔ مزدوریاں کیں لیکن اپنے پاؤں پہ کھڑا رہا۔ بالآخر اس کی ماں کا دل پسیجا اس نے واپس بلایا اور جب دیکھا کہ اس کی کایا پلٹی ہوئی ہے، یہ تو پانچ وقت کا نمازی بن گیا ہے، تہجد گزار ہے تو اس نے اپنے باقی بچوں کو بھی سمجھایا کہ تم کیا کر رہے ہو، کس کی دشمنی کر رہے ہو، یہ تو پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر سارے گھر کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ تو "ھم الفائزون" کا یہ مضمون ہے جو آئندہ تو جاری ہوگا اس دنیا میں بھی جاری ہوتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو غلبے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ ان کے خمیر میں غالب آنا رکھا گیا ہے۔ پس دعوت الی اللہ کریں تو ایسے خدا کے کامل عاجز بندے بنائیں جن کا سر خدا کے حضور ہمیشہ جھکا رہے لیکن غیر اللہ کے سامنے سر جھکانا وہ نہ جانتے ہوں۔ ان کے ضمیر کے خلاف، ان کے خمیر کے خلاف یہ بات ہو جو خدا کے سوا کسی کے سامنے سر جھکا دیں۔ ضرور ان کو سرفراز کیا جائے گا اور ضرور وہی ہیں جنہیں ہمیشہ سرفراز کیا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا" پھر ایسے بھی لوگ ہیں تم میں سے جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ ان کو مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا، بعد اس کے کہ ان کو مخالفت کے عذاب میں جھونکا گیا۔ "فتنوا" کا ایک یہ بھی مطلب ہے آگ پر جھونکنا اور ابتلا میں ڈالنا بھی "فتن" کا مطلب ہے تو آزمائشوں میں ڈالے گئے اور دردناک عذاب پر جھونکے گئے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے ہجرت اختیار کی۔ مگر ہجرت کس چیز سے کس کی طرف۔ اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف ہجرت کی اور ان باتوں کو چھوڑا نہیں جن کے نتیجے میں ان پر ابتلاء آتا تھا۔ ایک بہت ہی پیارا مضمون ہے جس کو دیکھ کر انسان کی روح اس پر نچھاور ہونے لگتی ہے۔ فرمایا میری راہ میں ہجرت کرنے والے ان پاک عادات سے نہیں بھاگتے جن عادات کے نتیجے میں ان پر مصیبتیں توڑی جاتی ہیں۔ اس لئے ہجرت کے باوجود ان کو بزدل نہیں کہا جا سکتا۔ جن خصائل کی وجہ سے، جن عادات کی وجہ سے، جس دعوت الی اللہ کی وجہ سے ان کو پہلے آزمایا گیا تھا۔ پہلے مشکلات میں ڈالا گیا تھا۔ جب ہجرت کرتے ہیں تو پھر انہی باتوں کی تکرار کرتے ہیں۔

> **دعوت الی اللہ کی تیاری کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جو لوگ ہدایت کا فیض پاتے ہیں وہ بھی صبر پہ گامزن ہوں تو وہ آسمانی فیوض کو حاصل کرتے ہیں**

فرمایا "ثم جاھدوا وصبروا" نکالے گئے تھے، گھر چھوڑنے

پڑ رہے تھے۔ ان مصیبتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پھر جب باہر نکلے پھر وہی کام شروع کر دیا۔ ایک لحظہ کے لئے بھی دعوت الی اللہ سے باز نہیں آئے۔ فرمایا "ان ربک من بعدھا لغفور رحیم"۔ (النحل: ۱۱۱)۔ "من بعدھا" کا مضمون بھی بہت عجیب ہے۔ فرمایا "غفور رحیم" تو ہے لیکن بعض مہاجر ایسے ہیں جو اپنی نیک صفات سے بھی ہجرت کر جاتے ہیں جن اچھی باتوں کی وجہ سے دنیا ان کی دشمن ہوتی ہے اس کے نتیجے میں گھر چھوڑتے تو ہیں لیکن بعض بدنصیب ایسے ہیں کہ ان عادتوں سے بھی ہجرت کر جاتے ہیں۔ ان کے لئے خدا کا یہ وعدہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کو غفور اور رحیم پائیں گے۔ ان کے لئے وعدہ ہے جو تکلیفوں سے ہجرت کرتے ہیں مگر اللہ کی خاطر ان کاموں سے ہجرت نہیں کرتے جن کاموں کے نتیجے میں ان کو تکلیفیں دی گئی تھیں۔ پس جب بھی ایسے مہاجروں پر نظر پڑتی ہے جو پاکستان سے آکر جرمنی میں آباد ہوئے یا انگلستان میں آباد ہوئے یا دوسرے ممالک میں جا بسے اور پھر بھی تبلیغ میں اسی طرح منہمک اور مصروف ہیں جس طرح پہلے مصروف تھے تو یہ آیت مجھے ان کو سلام بھیجنے پر مجبور کرتی ہے۔ میرے دل کی محبت ان کے لئے اچھلتی ہے کہ اے مبارک لوگو خدا نے تمہارا ہی ذکر قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ان نیکیوں کے نتیجے میں مصیبتیں سہیڑتے ہوئے اپنے آپ کو آگ پر پڑتا ہوا دیکھنے کے باوجود اور اس کا مزہ چکھنے کے باوجود تم نکلے ہو تو پھر انہی کاموں میں مصروف ہو گئے ہو۔ اب تمہارا اجر خدا پر ہے، وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ یہ صبر دکھانے والے ہیں جن کا صبر خدا کے ہاں منظور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں۔ فرمایا، ہاں اس کے بعد جب وہ دوبارہ یہی حرکت کرتے ہیں تو اللہ کو بہت پیارے لگتے ہیں۔ سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ایسے رحم کا مورد بنتے ہیں جو بار بار ان پر نازل ہوگا۔ کیوں کہ رحیم اس ذات کو کہتے ہیں جو رحم فرماتی ہے اور پھر رحم فرماتی ہے اور پھر رحم فرماتی ہے اور رحم فرماتی چلی جاتی ہے۔ تو کیسا نیک انجام ہے مگر صبر کے نتیجے میں نصیب ہوا اور یہاں صبر کا معنی نیکیوں سے چمٹا رہنا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے صبر کی یہ تعریف فرمائی کہ صبر محض مصیبتوں پر ثابت قدم رہنے کا نام نہیں صبر نیکیوں سے چمٹ جانے کا نام ہے۔ خواہ جو کچھ بھی ہو ایک نیکی جو اختیار کرلی جائے پھر اسے انسان کبھی بھی نہ چھوڑے۔

پھر آل عمران کی آیت ۱۲۱ ہے جس میں یہ صبر کا مضمون ایک اور رنگ میں پیش فرمایا گیا ہے۔

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

(آل عمران: ۱۲۱)

تم ایک خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لے آئے ہو اور اس کے ایمان کے نتیجے میں لازماً تمہیں سزائیں دی جائیں گی اور دی جا رہی ہیں اس کے سوا کوئی برائی نہیں جو تم میں دیکھتے ہوں۔ اب ان کی دشمنی کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ "ان تمسسکم حسنة تسؤھم" تمہیں جو بھی اچھی بات پہنچے ان کو تکلیف دیتی ہے۔ اس لئے خواہ تم تبلیغ کرو یا نہ کرو اب ان کی دشمنی کے دائرے سے باہر نکل ہی نہیں سکتے سوائے اس کے کہ اللہ تم پر فضل کرنا چھوڑ دے۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ ان کی دشمنی سے بچنے کی خاطر خدا کے فضلوں سے محروم ہو جاؤ اور اللہ آئندہ سے تم پر فضل نازل کرنا بند کر دے، یہ تو نہیں ہو سکتا۔

فرمایا پس جتنی بھی تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے حسنات پہنچتی ہیں، نعمتیں عطا ہوتی ہیں، اللہ کی طرف سے فضل تم پر نازل ہوتے ہیں، ہر فضل ان کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ "وان تصبکم سیئة یفرحوا بھا" اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے، کوئی برائی پہنچے تو اس پر یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اب ایک بات تو خاص طور پر قابل ذکر یہ ہے کہ "حسنة" کا لفظ بھی بڑا وسیع ہے اور "سیئة" کا بھی۔ "سیئة" سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ کوئی ایسی تکلیف پہنچے جو بدنی طور پر آپ کے لئے نقصان دہ ہو یا مالی طور پر نقصان دہ ہو یا جانی طور پر نقصان دہ ہو۔ "سیئة" عادات کے بد ہونے کا نام بھی ہے۔ اگر آپ نیکیوں سے پھر جائیں۔ اگر بدیوں کا شکار ہو جائیں تو یہ لوگ بہت خوش ہونگے.

پس ہجرت کرنے والے بھی اور وہ بھی جو ہجرت کے بغیر، ہجرت سے پہلے ایک معاند ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے لئے اس میں بہت بڑی نصیحت ہے کہ تم خدا کی خاطر ایک ایسے راستے پر چل پڑے ہو جہاں خدا کے فضل نازل ہونگے لیکن ہر فضل غیر کو تمہیں مصیبت پہنچانے پر اور بھی زیادہ اکسائے گا اور ہر فضل کے نتیجے میں ان کی دشمنیاں بڑھتی چلی جائیں گی اور پھر یہ چاہیں گے کہ تم بد ہو جاؤ، تمہارے اندر برائیاں گھر کر جائیں۔ ہر قسم کے عیوب جو ان میں پائے جاتے ہیں وہ تمہارے اندر بھی دوبارہ داخل ہو جائیں یا اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی حادثاتی طور پر تمہیں تکلیف پہنچ جائے تو یہ ساری چیزیں مل کر ان کے لئے خوشیوں کا موجب بنتی ہیں۔ اس کا علاج کیا ہے۔ فرمایا۔ "وان تصبروا" اگر تم صبر سے کام لو "و تتقوا" اور تقویٰ اختیار کرو۔ صبر سے کام لو تو واضح ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ کن معنوں میں؟

یہاں دو پہلو ہیں جن کا ذکر کھول کر کرنا ضروری ہے کیونکہ وعدہ یہ ہے "لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا" پھر تمہیں ان کی کوئی سکیم۔ کوئی سازش بھی، کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ پس یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ کیا کریں ہم کہ دشمن دانتوں میں رہتے ہوئے زبان دانتوں کی ضرب سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ اپنے دانت بھی بے احتیاطی سے اپنی زبان کو کاٹ جاتے ہیں۔ لیکن اگر زبان دشمن دانتوں میں گھری ہوئی ہو پھر اس کا بچ نکلنا امر محال دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ہم تمہیں ترکیب بتاتے ہیں "تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا" صبر سے کام لو اور "تتقوا" کا ایک معنی ہے حتی المقدور احتیاطی تدابیر اختیار کرو اور دوسرا معنی ہے اللہ سے ڈرو غیر اللہ سے نہ ڈرو۔ تو فرمایا یہ تم پر شرط ہے کہ ایسے حالات میں صبر کرتے ہوئے احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرو لیکن دشمن سے ڈرتے ہوئے نہیں بلکہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اور محض اسی سے ڈرتے رہو۔ اگر تم یہ شرائط پوری کرو گے تو خدا کا وعدہ ہے۔

"لا یضرکم کیدھم شیئا"

کہ ان کی کوئی تدبیر کوئی ترکیب، کوئی سازش تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

"ان اللہ بما یعملون محیط"

اس لئے کہ خدا ان کے تمام اعمال کا گھیرا لئے ہوئے ہے۔ ان کے ارد گرد جو شر پھیل رہے ہیں وہ سب خدا کے گھیرے میں ہیں۔ جب تک خدا اس گھیرے کو توڑ کر کسی تک وہ شر پہنچنے نہیں دیتا۔ ناممکن ہے کہ ان کا شر از خود دیواروں پر پھلانگ سکے

اور ان کے اوپر حملہ کر سکے۔ پس تم اس گھیرے کے نتیجے میں جو خدا تعالیٰ تمہاری ہی خاطر ان کے گرد باندھے ہوئے ہے اس شر کے دائرے سے باہر رہو گے لیکن صبر سے کام لینا ہے اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ امر واقعہ یہی ہے آپ گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ ہر دشمن کی سکیم کے گرد خدا نے جو گھیرے ڈالے ہوئے ہیں ورنہ وہ چاہتے تو بہت کچھ ہیں۔ ان کے دل کے بغض تو ہر وقت کھولتے ہیں، ایک قسم کی جہنم میں مبتلا لوگ ہیں اور ہر وقت احمدیت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا شر اچھل کر باہر نہیں نکلتا۔ نکلتا ہے تو بہت تھوڑا اور بہت معمولی سا ابتلاء پیدا کرتا ہے اس کی بھی الگ حکمت ہے اور اس نقصان کو بھی اللہ تعالیٰ پیش نظر رکھتے ہوئے فرما رہا ہے کہ تمہیں کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ "شیئاً" سے مراد یہ نہیں ہے کہ ذرہ بھر بھی۔ ذرہ بھر نقصان سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی تکلیف بھی تمہیں نہیں پہنچے گی۔ اگر یہ معنے لئے جائیں تو تاریخ اسلام بالکل بے معنی دکھائی دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر صبر کرنے والا اور تقویٰ کرنے والا اور کوئی وجود نہیں تھا۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بعض تکلیفیں پہنچتی رہیں اور اگر تکلیفیں پہنچیں ہی نہ تو صبر کا پھر کیا تعلق ہوا۔ صبر کا لفظ بتا رہا ہے کہ کچھ تکلیفیں ضرور پہنچیں گی۔ پس "لا یضرکم کیدھم شیئاً" سے مراد یہ ہے کہ تمہارے مقاصد کا کوئی نقصان نہیں کر سکیں گے۔ جن عظمت کی راہوں پر تم گامزن ہو کوئی ان کی شرارت تمہاری راہ نہیں روک سکے گی، تمہارے قدم نہیں تھام سکے گی، تم مسلسل آگے بڑھتے رہو گے اور جو دکھ تمہیں پہنچے گا اس کے مقابل پر فضل اتنے نازل ہو رہے ہوں گے کہ وہ دکھ تمہیں بالکل بے معنی اور بے حقیقت سا دکھائی دے گا، یوں لگے گا جیسے کانٹا سا چبھ گیا ہے۔ اور یہی صورت حال ہے جو اسلام کے دور اول کی تاریخ ہمارے سامنے کھول کر پیش کر رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے صبر کے عظیم نمونے دکھائے اور تقویٰ کی باریک ترین راہوں پر گامزن رہے اور بڑے صبر کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ چمٹے رہے اور اس بڑی وسیع جدوجہد میں جو قرآن کے ذریعے بھی جاری تھی اور جہاد اکبر بھی مسلسل چل رہا تھا۔ اور قتال کے ذریعے بھی جاری تھی اور جہاد اصغر بھی مسلسل جاری تھا اور نفس کی تربیت کے ذریعے بھی جاری تھی۔ پس یہ عظیم جدوجہد جو تمام زندگی کے دائروں پر پھیلی پڑی تھی اس میں مسلسل انہوں نے صبر سے کام لیا اور تقویٰ پر گامزن رہے۔ اس کے نتیجے میں جو ان کو تکلیفیں پہنچی ہیں خدا کے فضلوں کے مقابل پر ایسی حقیر اور بے معنی دکھائی دیتی ہیں کہ اس کے متعلق اگر موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ کہہ سکیں گے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی کروڑ پتی کا ہزار روپیہ کا نقصان ہو جائے تو نقصان تو ہے مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس غم میں ہلاک ہو جائے کہ میرے ایک ہزار روپے ضائع ہو گئے۔ ہو سکتا ہے کروڑ ہی ضائع ہو جاتے۔ تو وہ ہلکی سی تخفیف کی نظر ڈال کر دیکھے گا ہزار روپے کا کیا فرق پڑتا ہے۔ کچھ بھی نہیں بالکل۔ مجھے تو کوئی بھی نقصان نہیں ہوا۔

> **دعوت الی اللہ کریں تو ایسے خدا کے کامل عاجز بندے بنائیں جن کا سر خدا کے حضور ہمیشہ جھکا رہے لیکن غیر اللہ کے سامنے سر جھکانا وہ نہ جانتے ہوں۔**

پس یہ ان کی نفسیاتی کیفیت ہے جو بیان کی جا رہی ہے۔ یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ تمہیں کبھی کسی قسم کی کوئی اذیت نہیں پہنچے گی اگر اذیت نہ پہنچنی ہوتی تو صبر کا مضمون مذکور ہی نہ ہوتا۔ صبر کے مضمون کا کوئی اس بات سے تعلق ہی نہ ہوتا۔ پس قرآن کریم کا وہی معنی کیا جائے گا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی اور آپ کے صحابہ کے حالات پر اطلاق پاتا ہو اور اس سے تضاد نہ رکھتا ہو۔ پس آپ بھی ان معنوں میں صبر اختیار کریں اور تقویٰ اختیار کریں جو دشمن میں گھرے ہوئے ہیں خدا کا ہر فضل ان کی دشمنی کو بڑھا رہا ہے۔ اور ہر تکلیف جو آپ کو پہنچتی ہے یا ہر برائی جو آپ اپنے اندر داخل ہونے دیتے ہیں وہ ان کی خوشیوں کا موجب بنتی ہے۔ پس دعا اور استغفار سے کام لیتے ہوئے اگر آپ صبر اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں یوں معلوم ہو گا جیسے تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ دشمن کو ہمیشہ اپنے گھیرے میں رکھے گا اور اس کا شر اس گھیرے سے اچھل کر، باہر آکر تمہیں کوئی حقیقی اور گہرا گزند نہیں پہنچا سکتا ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

پھر فرمایا اگر مقابلے ہوں تو کیا کرنا ہے۔ اگر بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ جوابی کارروائی کر بیٹھو کیونکہ تم سے صبر نہ ہو تو اس صورت میں کیا نصیحت ہے، فرمایا "فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به" اگر تم ان کو سزا دو "فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به" تو اتنی ہی سزا دو جتنا تمہیں نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور ہرگز اعتدال سے تجاوز نہیں کرنا۔ لیکن ہم پھر تمہیں توجہ دلاتے ہیں۔ "ولئن صبرتم لهو خير للصابرين" اگر تم صبر سے کام لو تو صبر سے کام لینا تو صبر سے کام لینے والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ پس جب بعض اوقات بعض نوجوان پاکستان کے حالات میں ایک لمبے عرصے تک یک طرفہ تکلیفیں برداشت کرتے رہتے ہیں تو اچانک بعض دفعہ ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور وہ جوابی کارروائی شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے تو اکثر اطلاع اس وقت ملتی ہے جب ہو چکا ہوتا ہے معاملہ اور اس کے نتیجے میں پھر خصوصیت سے یہ دعا بھی کرنی پڑتی ہے کہ ان کی ایک غیر حکیمانہ حرکت کے نتیجے میں، صبر سے عاری حرکت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دوسرے معصوم احمدیوں کو غیروں کے شر سے بچائے رکھے۔ کیونکہ صبر کا دامن چھوڑنے کا ایک یہ بھی نقصان ہے کہ جس شخص نے اپنے دل کا غصہ نکال لیا اسے تو بظاہر ٹھنڈ پڑ گئی لیکن وہ معصوم جو بالکل نہتے اور بے بس پڑے ہوئے ہیں اور ہر طرف دشمن کے گھیرے میں ہیں بعض دفعہ اس شخص کا بدلہ جو اپنے دل کے جوش کو نکال لیتا ہے ان معصوموں سے لیا جاتا ہے جن کا ایک ذرہ بھی اس میں قصور نہیں ہوتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو صبر سے کام لینا، صبر بہتر ہے بہرحال۔ لیکن اگر کبھی کوئی شخص مجبور ہو جائے تو اتنا ہی بدلہ لے جتنا اس سے زیادتی کی گئی ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ اتنا ہی بدلہ لیا جائے تو بسا اوقات اس کا یہ بھی فائدہ پہنچتا ہے کہ سوسائٹی جو حالات سے واقف ہوتی ہے وہ باتیں شروع کر دیتی ہے کہ اس نے کیا تو ہے یہ لیکن اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا اور اس نے بدلہ لیتے وقت ذرا بھی زیادتی نہیں کی۔ چنانچہ پھر گرد و پیش اس کے حق میں ایک رائے قائم ہونی شروع ہو جاتی ہے اس کی تائید میں آوازیں اٹھنے لگتی ہیں۔ کیونکہ وہ انصاف پر قائم رہا اور ایسے واقعہ بہت سے امور مجھ تک پہنچتے ہیں۔ یعنی یہ فرضی بات نہیں کہ کبھی کسی نوجوان سے غلطی ہوئی اور اس نے زیادتی میں تجاوز نہیں کیا تو اردگرد کے لوگ بیچ میں داخل ہوئے اور اس شرارت کو بڑھنے اور پھیلنے سے روک دیا۔ مگر حقیقی بات جو دائم یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہی ہے "ولئن صبرتم لهو خير للصابرين" اگر تم صبر سے کام لو گے تو یہ صبر کرنے والوں کیلئے بہت بہتر ہے۔

> **آپ کی دعوت الی اللہ بھی سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اختیار کرنے کے نتیجے میں کامیاب ہوگی**

اب اس کے بعد یہ مضمون اپنی انتہا کو پہنچایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واصبر" اے محمدؐ تو صبر کر۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کچھ ایسے بھی لمحے گذرے تھے جب خدا کو یہ کہنا پڑے کہ صبر سے کام لینا، صبر کا دامن نہ چھوڑنا۔ اگر کوئی یہ ترجمہ کرے تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہ آیت کریمہ خود اس مضمون کو آگے کھول رہی ہے اور یہ غلط ترجمہ کرنے سے جو بعد میں انتہائی گہرے حکمت کے موتی اس آیت میں چھپے ہیں ان سے آپ کی نظر محروم رہ جائے گی، وہاں تک پہنچ نہیں سکے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو صبر کے ساتھ پیدا کئے گئے تھے بہت بچپن ہی میں آپ کی فطرت میں صبر گوندھا گیا تھا۔ نہایت دردناک حالات سے پے در پے گذرے باپ کا صدمہ ایسا کہ کبھی اس کا منہ نہ دیکھا پیدا بعد میں ہوئے اور باپ کی شفقت سے محروم ہی پیدا ہوئے۔ ماں کا صدمہ ایسا کہ جب محبت کی عمر کو پہنچے تو ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا جس دادا نے پالا وہ بھی چھوٹی عمر میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے ایسے وقت پر آپ کو منصب پر فائز کر دیا کہ جو خاندان کی معمولی ہمدردیاں تھیں وہ بھی ہاتھ سے جاتی رہیں۔ سب قریبی دشمن ہو گئے اور خود صبر سے ایسے آزمائے گئے ذاتی طور پر کہ جن صحابہ نے آپ سے محبت کی ان سے بڑھ کر آپ نے محبت کی اور ان صحابہ کی تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں بعض صحابہ آکر شکایت کرتے تھے یا رسول اللہ ہم سے یہ ہو گیا۔ ان کو علم نہیں تھا کہ ان کے دلوں سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل میں ان کا دکھ تھا۔ بیٹے پیدا ہوئے ایک کے بعد دوسرا گذرتا گیا اور دشمن طعنے دیتا رہا کہ ابتر ہے، ابتر ہے، ابتر ہے ایک طرف آپ کی محبت کرنے والی طبیعت کو اپنے معصوم بچوں کی جدائی کا غم، دوسری طرف طعنہ دینے والوں کی تکلیفیں۔ مسلسل صبر کے ساتھ، زبان پر شکوہ لائے بغیر اس بات کا تذکرہ کئے بغیر خدا کی خاطر صبر پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک عورت جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو رہی تھی اور واویلا کر رہی تھی اس کے پاس سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا بی بی صبر کر۔ تو اس نے جواباً کہا، اس کو پتہ نہیں تھا کہ کون ہے، اس نے کہا جس کا بیٹا مرے اس کو پتہ ہوتا ہے۔ اس کو کیا پتہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بیٹے ایک کے بعد دوسرے فوت ہوتے چلے گئے لیکن آپ نے اس کو یہ نہیں کہا۔ آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ بعد میں کسی نے کہا تو کیا بات کر بیٹھی ہے۔ کس سے بات کی ہے۔ جب اس کو پتہ چلا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے تو دیوانہ وار دوڑتی ہوئی پیچھے گئی اور کہا یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کا تو وہ وقت ہوتا ہے جب کہ صدمہ اپنی انتہا کو پہنچا ہو۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مسلسل ان صدمات سے دوچار ہوتے ہوئے ان کے دکھوں میں سے گذرتے ہوئے اس طرح صبر کرتے رہے کہ اگر یہ واقعہ تاریخ میں محفوظ نہ ہوتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا کہ ہر بیٹے کی جدائی پر آپ کو کیسا صدمہ ہوا کرتا تھا۔ مگر اللہ کی خاطر صبر کرتے تھے پس یہ آیت "واصبر" ہرگز وہ معنی نہیں رکھتی جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تو بھی صبر کر اور استقلال کے ساتھ دکھوں کو برداشت کر یہ معنے ہرگز نہیں کیونکہ معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما صبرك الا باللّٰہ" تجھے ہم صبر کا کہہ رہے ہیں جبکہ خدا جانتا ہے کہ تیرا صبر تو تمام تر اللہ کی خاطر ہے اور پہلے ہی سے تو صبر کی حالت میں زندگی گذار رہا ہے۔ پھر یہ صبر کس پر ہے فرمایا "وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ" کہ تو اپنے دکھوں پر تو صبر کرتا ہی ہے مگر ان کو جن کو خدا کے عذاب نے آپکڑنا ہے جن کے متعلق تو بد انجام دیکھ رہا ہے ان کا بھی غم دل کو لگا بیٹھا ہے، اور یہ اور طرح کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ فرمایا ان کے بد انجام کو دیکھ کر صبر کر اور ان کی خاطر اتنا غم محسوس نہ کر کہ گویا تو اپنے آپ کو ہلاک کر لے۔ پس صبر کا مضمون ایک نئے آسمان میں بلند ہو چکا ہے۔ نئی رفعتیں حاصل کر چکا ہے یہ کہہ کر کہ اے محمد صبر کر۔ اللہ فرماتا ہے اللہ جانتا ہے کہ تمام تر تو خدا کی خاطر صبر کرنے والا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اتنا رحم دل ہے کہ اب دوسروں کے لئے حزیں رہتا ہے دوسروں کے لئے ہر وقت دل میں غم محسوس کرتا ہے اور یہاں "ولا تحزن" کا فقرہ ہرگز حکم کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ ایک پیار کا اظہار ہے۔ پیار کا اظہار ہے کہ اللہ کی تیرے حزن پر نظر ہے۔ ورنہ اگر یہ حکم ہوتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اسی وقت حزن کو چھوڑ دیتے مگر آپ تو مسلسل اسی حزن میں مبتلا رہے یہاں تک کہ جب آپ کے سر کے بال سفید ہوئے تو آپ نے ان بالوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر نے میرے بال سفید نہیں کئے۔ سورہ ہود میں جب میں نے ان قوموں کے حالات پڑھے جن پر خدا کا غضب نازل ہوا تو ان کے غم نے میرے بال سفید کر دئے۔

> **محمد مصطفیٰ صلعم کا صبر اختیار کریں، اسمٰعیل ؑ کا صبر اپنے سینوں میں لگائیں تو یقین رکھیں کہ آپ ہمیشہ ترقی پر ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ دشمن کی کوئی تدبیر آپ کا ادنیٰ سا بھی نقصان نہیں کر سکے گی۔**

پس وہ لوگ جنہوں نے آئندہ آنا تھا جو محمد رسول اللہؐ کی دشمنی کے نتیجے میں سزا پانے والے تھے، جن کے عذاب کی خبریں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دی گئی تھیں، ان کے غم پر آپ کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ ان کی تکلیفوں پر آپ کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ پس یہ صبر کا مضمون ایک بالکل اور قسم کا مضمون ہے جو اس سے پہلے دنیا نے نہیں دیکھا تھا اور پھر اس مضمون کو آپ باندھیں اس صبر کے ساتھ جو اسماعیل نے دکھایا تھا تو تب یہ مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا صبر کرنے والا انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، دنیا کا سب سے بڑا داعی الی اللہ بنا۔ گیا دنیا کا سب سے بڑا صبر کرنے والا انسان، دنیا کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا انسان۔ اور دعوت الی اللہ میں صبر کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ آپ دشمن کے شر سے، اللہ کے غضب سے حفاظت میں رہیں اور خدا تعالیٰ کا پیار آپ کی حفاظت میں ان کے گرد فصیلیں کھینچ دے۔ مگر صرف اس غرض سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ صبر محمد رسول اللہ کا صبر ہے کہ اپنے ساتھ رحم کے جذبے رکھتا ہے غصے نہیں رکھتا اور یہ وہ صبر ہے جو دوسرے صبروں سے محمد رسول اللہ کے صبر کو ممتاز کر رہا ہے ورنہ عام حالات میں صبر کا ایک یہ بھی معنی ہوتا ہے اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ غصے سے کسی نے کوئی بات کہی، چہرے پر تھپڑ مار دیا، کوئی گالی دی، پتھراؤ کیا، دل غیظ و غضب میں کھول رہا ہے مگر انسان صبر کر رہا ہے بسا اوقات ایسا صبر بزدلی کی علامت ہوتا ہے اور اس صبر کے کوئی بھی معنی نہیں، یہ مومن کا صبر نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا صبر اللہ کی خاطر ہوتا ہے یا اپنے مظلوم بھائیوں کی خاطر ہوتا ہے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کی جو حکمت کے تقاضے کے خلاف ہوئی، میں اپنا بدلہ تو اتار دوں گا مگر میرے بے کس اور نہتے اور دفاع سے عاری بھائیوں کا کیا بنے گا جس پر دشمن میرے بدلے اتارے گا۔ اس خیال سے جو صبر کرتا ہے وہ بھی للہ صبر کرتا ہے۔

پس صبر کا مضمون اس غصے کے دبانے سے بھی تعلق رکھتا ہے مگر صبر کا مضمون رحم سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ بے انتہا رحم کے نتیجے میں انسان صبر کرتا ہے اور رحم کے نتیجہ میں جو صبر ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ لوگ ظالم ہیں، خدا کا عذاب ان کو پکڑ لے گا۔ اگر غصہ ہو تو انسان کہے گا اچھا پھر ٹھیک ہے جاؤ جہنم میں، تم مجھ سے جو کچھ کر رہے ہو اس کی سزا ضرور پاؤ گے مگر رحم والا انسان یہ جذبہ نہیں دکھاتا، یہ رد عمل نہیں دکھاتا وہ تو صبر کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں نے تو صبر کیا اب خدا ان سے بدلے لے گا اور جب یہ سوچتا ہے کہ خدا ان سے بدلے لے گا تو اس کا دل رحم سے پگھلنے لگتا ہے وہ کہتا ہے میں تو ان کو بچانے

کے لئے آیا تھا ان کو ہلاک کرنے کے لئے تو نہیں آیا تھا۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حوالے سے بیان ہوا ہے۔ اس لئے سب سے بڑا صبر کرنے والا رحمۃ للعالمین بھی بن گیا۔ بلکہ رحمۃ للعالمین تھا تو اس کا صبر خدا کی نظر میں قدر کے لائق ٹھہرا۔ تمام بنی نوع انسان کے غموں کی خاطر وہ حزیں ہوتا رہا، دل اس کا دکھوں میں مبتلا ہوتا رہا اور ان دکھوں پر صبر کی تلقین اللہ فرماتا رہا۔ یہ ہے صبر کا مضمون جو اپنے منتہیٰ کو پہنچا ہے۔ اور ایسے صابر رسول کی تیاری مدتوں پہلے اسی بیابان عرب میں ہو گئی تھی جب کہ وہ جد امجد جس کی کوکھ سے آپ نے پیدا ہونا تھا اس کے صبر کا خدا نے ایک ایسا نمونہ ہمارے لئے محفوظ کر دیا کہ جب اس صبر کے نمونے پر نظر پڑتی ہے تو دل آج بھی عش عش کر اٹھتا ہے اور دل اور روح کی گہرائیوں سے اس پر سلام اٹھنے لگتے ہیں، دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ ایسے وجود پر ہمیشہ سلامتی بھیجے۔ اور آج تک ہمیشہ حج کے موقع پر اس کے صبر کی یادیں تازہ کی جاتی ہیں اور وہ نمونے پھر بھی دنیا میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ صبر تھا جس کے بعد اس صبر کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے صبر عظیم پر فائز انسان کو پیدا فرمانا تھا اور اس مضمون کو بڑھا کر اپنے منتہی تک اپنے معراج تک پہنچانا تھا۔

پس حضرت اسماعیلؑ کے حوالے سے میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ

(الصافات: ۱۰۳)

جب اسماعیل دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا جب وہ اپنے باپ کا مددگار بن رہا تھا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اپنی رؤیا بتائی جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ میں اس بچے کو ذبح کر رہا ہوں اور کہا بیٹے تیرا کیا خیال ہے۔ میں نے تجھے رؤیا میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں" قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ" اے میرے باپ وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے" سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ انشاء اللہ تو مجھے ضرور صبر کرنے والا پائے گا۔ دشمن کے سامنے دشمن کے مقابلے پر صبر اختیار کرنا اور چیز ہے۔ ایک ایسے موقعہ پر جب کہ اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو یہ قبول کرو چاہو تو وہ قبول کرو۔ اگر چاہو تو یہ چھری جس کو رؤیا میں دکھایا گیا ہے تیری گردن پر تمہاری گردن پر کبھی نہیں چلے گی تمہیں اختیار سونپا جا رہا ہے۔ کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ اللہ کی رضا کی خاطر جانتے ہوئے کہ کیا ہونے والا ہے اپنی گردن اس کے حضور پیش کر دو۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا ہاں میرے باپ میں تیار ہوں، تو وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اور تو مجھے ضرور صابرین میں سے پائے گا۔

یہ وہ صبر کا اعلیٰ نمونہ تھا جس کی کوکھ سے محمد رسول اللہ کا صبر پھوٹا ہے اور پھر اتنا ترقی کر گیا کہ اس کے مقابل پر یہ صبر ایک معمولی صبر دکھائی دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا صبر صحابہ کی صورت میں ان کی جانوں میں، ان کی روحوں میں ڈھل گیا اور ایک اسماعیل نہیں محمد رسول اللہ کی امت میں پھر ہزاروں لاکھوں اسماعیل پیدا ہو گئے۔ پس آپ بھی اسی امت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا صبر بھی انشاء اللہ سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اختیار کرنے کے نتیجے میں کامیاب ہو گا۔ محمد مصطفیٰؐ کا صبر اختیار کریں، اسماعیلؑ کا صبر اپنے سینوں میں لگائیں تو یقین رکھیں کہ آپ ہمیشہ ترقی پہ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ دشمن کی کوئی تدبیر آپ کا ادنیٰ سا بھی نقصان نہیں کر سکے گی۔ جو دکھ وہ آپ کو پہنچائے گی اس کے مقابل پہ آپ کو اتنی ترقیات نصیب ہوں گی کہ آپ بلندیوں سے اس دکھ کی حالت کو دیکھیں گے اور ہنسیں گے کہ بھلا یہ بھی کوئی دکھ تھا۔ اللہ کرے کہ ہمیں للّٰہی صبر کی توفیق نصیب ہو اور اس صبر کے تمام پھل ہمیں ملا کریں اور دائماً ملتے چلے جائیں۔ ہمیں نسلاً بعد نسل اسماعیل پر اسماعیل پیدا کرتے چلیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

نوٹ: بدر کی ۱۲ اکتوبر کی اشاعت میں یہ خبر ایک بار شائع ہو چکی ہے چونکہ اس کی ترتیب میں کچھ غلطیاں ہیں لہذا اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

دو احمدی مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کے جرم میں ایک ایک سال قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق داتا قصبہ ضلع مانسہرہ کے دو احمدی بھائیوں مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم تاج احمد صاحب پسران مکرم فقیر محمد صاحب کو حال ہی میں اسسٹنٹ کمشنر مانسہرہ کی عدالت نے ایک ایک سال قید بامشقت اور ۵۵۰ روپے جرمانہ کی سزا سنائی ہے عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید ۳ ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

انکے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۲ء کو مولوی خلیل الرحمن، خطیب جامع مسجد داتا کی تحریری شکایت پر درج کیا گیا تھا۔ درخواست میں شکایت کی گئی تھی کہ مذکورہ بالا احمدیوں نے نماز ادا کی ہے۔ تبلیغ کی ہے اور مجھے دھمکیاں دی ہیں۔

ان بہیمانہ سزاؤں کے خلاف اپیل کر دی گئی ہے۔

داتا میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ

[پریس ڈیسک]: داتا سے آمدہ رپورٹ کے مطابق پورے قصبہ میں گذشتہ تین سالوں سے احمدی مسلمانوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہے اور قصبہ کے دوکاندار احمدی مسلمانوں کو اشیائے خوردنی فروخت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں یہاں تک کہ دودھ تک بھی میلوں دور مانسہرہ شہر سے لانا پڑتا ہے

اس کے علاوہ گاؤں سے پکی سڑک تک جو تین میل کا فاصلہ ہے وہ بھی احمدیوں کو پیدل چلنا پڑتا ہے کیونکہ کوئی بھی احمدی سواری کو نہیں بٹھاتا اس طرح داتا کی احمدی آبادی کئی ایک مشکلات کا شکار ہے یہاں تک کہ سکول کے بچے اور بچیاں بھی انتہائی گرمی میں یہ فاصلہ پیدل طے کر کے سکول میں پہنچتے ہیں۔

احباب جماعت سے دردمندانہ التماس ہے کہ اپنے ان پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ظالموں کے ہاتھ روک لے۔

درخواست دعا

۔ خاکسار کے والد محترم مولانا بشیر احمد صاحب خادم چند یوم سے پتے کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ احمدیہ ہسپتال قادیان میں ۱۲ نومبر کو پتے کا آپریشن ہو گیا ہے۔ الحمد للہ کہ صحت پہلے سے بہتر ہے۔ قارئین کرام سے والد صاحب موصوف کی شفایابی کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (منیر احمد خادم قادیان)

۔ خاکسار کی والدہ محترمہ اکثر بیمار رہتی ہیں جس سے ان کی صحت کمزور ہے۔ والدہ صاحبہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر نیز خاکسار کے کاروبار میں ترقی کے لئے احباب جماعت سے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (طاہر احمد منور ابراہیم کمرشل جیوا نگر بنگلور)

مجالس انصار اللہ بھارت کے اٹھارہویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

ہندوستان کی ۴۳ مجالس کی نمائندگی علماء کرام و بزرگان سلسلہ کی پُرمعارف تقاریر

مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کے دلچسپ پروگرام

الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ بھارت کا اٹھارہواں سالانہ اجتماع ۱۸، ۱۹ اکتوبر بروز بدھ جمعرات منعقد ہوا۔ امسال اجتماع میں مقامی انصار کے علاوہ ۴۳ بیرونی مجالس کے ۹۳ نمائندے شریک ہوئے۔ جبکہ گذشتہ سال ۳۲ مجالس کے ۵۱ نمائندے شریک ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں اس دفعہ کچھ غیر مسلم افراد نے بھی مختلف اوقات میں تقریری پروگراموں میں شرکت اختیار کی۔

دونوں روز نماز تہجد مسجد مبارک میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے پڑھائی۔ بعد نماز فجر دونوں یوم قرآن مجید۔ احادیث اور ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا گیا۔ اسی طرح دونوں روز مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام پر اجتماعی دُعا ہوئی جو کہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے کرائی۔

افتتاحی پروگرام

۱۸ اکتوبر کو ٹھیک صبح نو بجے افتتاحی پروگرام زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے پرچم انصار اللہ لہرایا۔ عہد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے دوہرایا۔ محترم صدر صاحب انصار اللہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض ارشادات خطبات میں سے نکال کر سنائے۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر صف اول نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دُعا کرائی۔

مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلاح معاشرہ"۔ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسی جماعت پیدا کرنا چاہتے تھے" اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم سابق صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے بعنوان "نمازوں کی پابندی کا شوق دَور اوّل اور دَور آخر" فرمائیں۔

آخر پر درج ذیل بیرونی نمائندگان نے خطاب فرمائے۔

(۱) مکرم عبد العظیم صاحب عثمان آباد (مہاراشٹر) (۲) مکرم ۔ ایم ایم محمد صاحب کوڈیا تھور (کیرلہ)۔

مجلس مذاکرہ

پہلے دن کے دوسرے اجلاس میں جو بعد نماز ظہر و عصر شروع ہوا۔ بعد تلاوت و نظم مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ موضوع تھا "نو مبائعین کی تربیت" اس میں درج ذیل حضرات نے حصہ لیا۔

(۱) مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید۔

(۲) مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب سابق مبلغ کیرلہ۔

(۳) مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ بھارت۔

دوسرے روز ۱۹ اکتوبر کو اختتامی اجلاس کے علاوہ دو نشستوں کا انعقاد ہوا جن میں مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم قائد تربیت نے سیرت حضرت علیؓ (دور خلافت) مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد نے "جماعت کا مالی نظام اور ہماری ذمہ داریاں" کے عناوین پر تقاریر کیں۔ دوسری نشست میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجلس سوال وجواب کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ جس کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے تربیتی و تبلیغی و انتظامی اُمور کو مد نظر رکھتے ہوئے تفصیل سے انصار اللہ بھارت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب منعقد ہوا۔ آپ نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوم، سوم آنے والے انصار اور اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر اجتماع کمیٹی نے تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دُعا کرائی۔

اطفال الاحمدیہ کا انعامی مقابلہ

۱۹ اکتوبر کو صبح آٹھ بجے اطفال الاحمدیہ کا انعامی مقابلہ منعقد ہوا۔ یہ امتحان مکرم عبد العظیم صاحب آف عثمان آباد اور مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر نے لیا۔

مجلس شوریٰ

۱۸ اکتوبر کو شام سات بجے زیر صدارت محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں تلاوت کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے بعض نصائح فرمائیں۔ صدر بجٹ کمیٹی مکرم محمد اکبر صاحب نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ بھارت نے میزانیہ برائے سال ۱۹۹۶ء پیش کیا جسے شوریٰ نے منظور کر کے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بغرض آخری فیصلہ و منظوری بھجوانے کی سفارش کی۔ بعض اراکین نے عمدہ تجاویز پیش کیں۔ جنہیں نوٹ کر لیا گیا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

دوران اجتماع دونوں یوم تلاوت قرآن مجید۔ نظم خوانی۔ تقاریر اور مشاہدہ و معائنہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ اسی طرح احمدیہ گراؤنڈ میں انصار نے بعض دلچسپ کھیلوں میں حصہ لیا۔

اوّل ۔ دوم ۔ سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

بہرہ لوائے انصار اللہ و بک سٹال

دونوں یوم انصار نے نہایت دلچسپی سے لوائے انصار اللہ کے پہرہ کی ڈیوٹی دی۔ فلیگ پوسٹ کے نزدیک ہی بک سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ جس سے انصار اور بعض غیر مسلم حضرات نے فائدہ اٹھایا اور کتب خریدیں۔

اجتماع گاہ

مدرسہ احمدیہ کے صحن میں نہایت خوبصورت اجتماع گاہ بنایا گیا تھا۔ تبلیغی تربیتی بینرز لگائے گئے تھے۔ لاؤڈ سپیکر اور روشنی کا اچھا انتظام تھا۔

طعام

دونوں یوم تمام انصار کو دوپہر کا کھانا کھلایا گیا۔ جب کہ دوسرے روز بعض خدام کو بھی مدعو کیا گیا۔ انصار کی رہائش لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں تھی جہاں مہمان انصار کے لئے ناشتہ کا انتظام تھا۔

موازنہ مجالس

امسال درج ذیل مجالس بھارت کو اوّل دوم سوم انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

اوّل :۔ مجلس انصار اللہ چنتہ کنٹہ

دوم :۔ 〃 〃 〃 قادیان

سوم :۔ 〃 〃 〃 حیدرآباد

اسی طرح درج ذیل مجالس و افراد کو انعام خصوصی کا حقدار قرار دیا گیا۔

مجلس انصار اللہ کلکتہ

〃 〃 〃 موسی بنی مائنز (بہار)

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

پیارے آقا کی دعاؤں سے فیضیاب ہونیوالی

بھارت کی خوش نصیب جماعتیں

ماہ جولائی ۱۹۹۵ء میں نظارت بیت المال آمد قادیان کیطرف سے گذشتہ مالی سال ۹۴-۹۳ء کے بجٹ لازمی چندہ جات کی صدفی صد ادائیگی کرنے والی بھارت کی درج ذیل مخلص جماعتوں کی فہرست بغرض ملاحظہ و حصول دعا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کی گئی تھی۔

نام جماعت	نام جماعت	نام جماعت
حلقہ مسجد مبارک قادیان	جماعت احمدیہ سرہ پورہ (بہار)	جماعت احمدیہ منارگھاٹ (کیرالہ)
" " ناصر آباد قادیان	" " جمشید پور "	" " ماتھرا "
" " نور قادیان	" " آرہ "	" " چنگھترا "
جماعت احمدیہ ہتھلانہ (ہریانہ)	" " ارول "	" " پلورتھی "
" " جے پور (راجستھان)	" " مظفر پور "	" " مٹانور "
" " کشن گڑھ (" ")	" " مئو بھنڈار "	" " ترور "
" " بڈرجھانوں (کشمیر)	" " موسی بنی مائنز "	" " کوڈیا نگلور "
" " ترکپورہ "	" " بوکارو "	" " کاکناڈ "
" " میشہ واڑ "	" " بھدرک (اڑیسہ)	" " کوٹاراکرا "
" " ناصر آباد "	" " تاراکوٹ "	" " چیلاکرا "
" " یاری پورہ "	" " بھوبنیشور "	" " کالکولم "
" " نونہ منی "	" " خوردہ "	" " ٹیلی چیری "
" " صوفین شامن گاگرن "	" " کھجوریاپاڑہ "	" " ارناکلم "
" " مانلو "	" " سونگھڑہ "	" " کوئیلون "
" " رشی نگر "	" " پینکال "	" " وانیمبلم "
" " ماندوجن "	" " سدانند پور "	" " آلپی "
" " دہلی	" " برلیشہ (بنگال)	" " کروناگاپلی "
" " شاہجہانپور (یو۔پی)	" " جڑچرلہ (آندھرا)	" " پتھہ پریم "
" " لکھنؤ (" ")	" " حیدرآباد "	" " کیرولائی "
" " فیض آباد "	" " بنگلور (کرناٹک)	" " موریاکنی "
" " بنارس "	" " مرکرہ "	" " الانلور "
" " ننگلہ گھنو "	" " شاہ آباد "	" " کنانور "
" " ساندھن "	" " مینگلور "	" " چاواکاڈ "
" " پٹنہ (بہار)	" " مدراس (تامل ناڈو)	" " کالیکٹ "

اس فہرست کو ملاحظہ فرمانے کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ الودود نے جہاں بھارت کی ان سب مخلص جماعتوں کو اپنی مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں سے نوازا ہے وہاں از راہ شفقت متعلقہ جماعتوں کے امراء صدر صاحبان کے نام فرداً فرداً اپنے مبارک دستخطوں سے ان مبارک الفاظ پر مشتمل خوشنودی کی چٹھیاں بھی رقم فرمائی ہیں:۔

مکرم امیر / صدر صاحب جماعت احمدیہ ....

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

مکرم ناظر صاحب بیت المال آمد قادیان کی رپورٹ سے مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے آپ کی جماعت نے لازمی چندہ جات کا بجٹ برائے سال ۹۵-۱۹۹۴ء سو فیصد ادا کر دیا ہے۔ الحمد للہ ماشاء اللہ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَ بَارِکْ۔ اللہ آپ سب کے اموال و نفوس میں برکت بخشے اور اس کی پیاری نظر ہمیشہ آپ پر رہے۔ سب احباب جماعت کو میرا محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

خاکسار: مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

متعلقہ جماعتوں کو حضور پرنور کی یہ چٹھیاں بذریعہ ڈاک بھجوائی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس اعزاز کو ہر جہت سے مبارک کرے اور اسے نیکیوں میں مزید ترقیات کے حصول کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

اب جبکہ یکم جولائی ۹۵ء سے صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اور ہنوز اس کی پہلی سہ ماہی ہی گزری ہے بھارت کی دیگر تمام جماعتوں کو بھی مالی قربانیوں کے میدان میں مسابقت فی الخیرات کا مومنانہ مظاہرہ کرنے کے لئے مناسب وقت اور بہترین مواقع حاصل ہیں۔ امید قوی ہے کہ بھارت کی سبھی مخلص جماعتیں اس وقت اور میسرہ مواقع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے پیارے آقا کی مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں اور خوشنودی سے وافر حصہ پانے کی کوشش کریں گی اللہ تعالیٰ سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور ان کی بے لوث و مخلصانہ مالی قربانیوں کو اپنی جناب میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم
جیولرز
پروپرائیٹرز:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:۔ ۶۲۹۴۴۲

طالب دعا: محبوب عالم ابن محمد حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN -LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS (E.TC)
14 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA -700081

Star CHAPPALS
PHONE 543105
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PH: 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P. 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

کی دلائل بھی پائی جاتی ہے۔

پنجاب میں آج سے پانچ سو سال قبل حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے مشرکوں کو خدائے واحد کے متعلق وہی تعلیم دی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں پیش فرمائی تھی اس لحاظ سے آپ کی تعلیم قرآنی تعلیم کا ہی عکس ہے۔ چنانچہ حضرت باباجی فرماتے ہیں۔

دوجا کاہے سمریئے جو جمے تے مرجائے
ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہے سمائے

یعنی اے نانک خدائے واحد کی پرستش کرو جس کی حکومت زمین و آسمان اور خشکی و تری پر ہے ہر جگہ موجود ہے ایسے جھوٹے خداؤں کی پرستش کا کیا فائدہ جو پیدا ہونے کے بعد مرجاتے ہیں۔ یہ وہی حقیقت ہے جو قرآن مجید نے پیش فرمائی ہے اور جسے حضرت بابا نانک جی نے اپنے مقدس شبد میں دوہرایا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدا نما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کاربند ہو جائے جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا وہ خدا جو دنیا کی نظروں سے ہزاروں پردوں میں ہے اسکی شناخت کے لئے بجز قرآنی تعلیم کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اس میں ایک برکت اور قوت جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی ہے اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے اور قرآن شریف پر سچا ایمان لانے والا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظن نہیں رکھتا کہ اس پر حکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیئے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کر کے اور ایک پاک رؤیت سے مشرف ہو کر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے اور اس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کر لیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدت الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ وہ الٰہی ارادہ کے آگے تمام دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشئی اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۶-۱۷)　(باقی)

بقیہ صفحہ نمبر دس ۱۰

مجلس انصار اللہ عثمان آباد (مہاراشٹر)
مجلس انصار اللہ پینگاڈی (کیرلہ)

اسی طرح درج ذیل زعماء کرام و ناظمین کو خصوصی انعامات دیئے گئے۔

مکرم سی۔ ایم کویا صاحب ناظم (کیرلہ)
〃 صبغت اللہ صاحب ناظم (کیرنگ)
〃 محمد فخر الدین صاحب زعیم چنتہ کنٹہ
〃 محمد شفیع صاحب عابد آڈیٹر مجلس انصار اللہ بھارت

اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک اور اجتماع کے نیک نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت)

ناظمین و زعماء کرام انصار اللہ کیلئے ضروری اعلان

مجلس انصار اللہ کے موجودہ سال میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں ناظمین و زعماء کرام سے درخواست ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے اپنی رپورٹ بھجواتے رہیں۔ جن مجالس نے اب تک تجنید فارم اور تشخیص بجٹ مکمل کر کے نہیں بھجوائے یا ان کے ذمہ چندہ بقایا ہے فوری ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔

نیز نئے سال ۱۹۹۶ء کے فارم تجنید اور تشخیص بجٹ بھی ابھی سے مکمل کر لیں اور دفتر میں ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

ضروری اعلان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر ہر جمعہ کے روز اردو میں اور ہر اتوار کے روز انگریزی میں سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور آپ اس کا جواب چاہتے ہوں تو سوال انگریزی یا اردو میں لکھ کر بذریعہ ڈاک یا بذریعہ فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام لندن بھجوا دیں انشاء اللہ اولین فرصت میں وہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے۔

سوالات اس پتہ پر بھجوائے جائیں۔

PRIVATE SECRETARY HAZARAT KHALIFATUL-MASIH IV
16, GRESSEN HALL ROAD LONDON
SW18 5QL (U.K)
FAX NO 0044-181-870-5234
FAX NO - 0044-181-870-1095

TRANS WORLD TRAVELS AND COURRIER SERVICE OFFICE

قادیان میں پہلا اور واحد

• ہندوستان میں کسی شہر کیلئے ریلوے ریزرویشن • قادیان سے دہلی کیلئے ڈیلکس بس کی بکنگ • ہوائی جہاز کی ریزرویشن اور ٹکٹ کی بکنگ • ہندوستان اور بیرون ممالک کیلئے کوریر سروس • پرائیویٹ کار اور ٹیکسی کی بکنگ • جلسہ سالانہ کے ایام میں سپیشل انتظامات بسوں اور ریل گاڑیوں کی ریزرویشن • مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

LAEEQ AHMAD ARIF TRANSWORLD TRAVELS
4-RETI CHHALA BEHIND PNB. QADIAN 143516 (PUNJAB)
Ph- 0091-1872-20508 OFFICE
〃 0091-1872-20442 RES

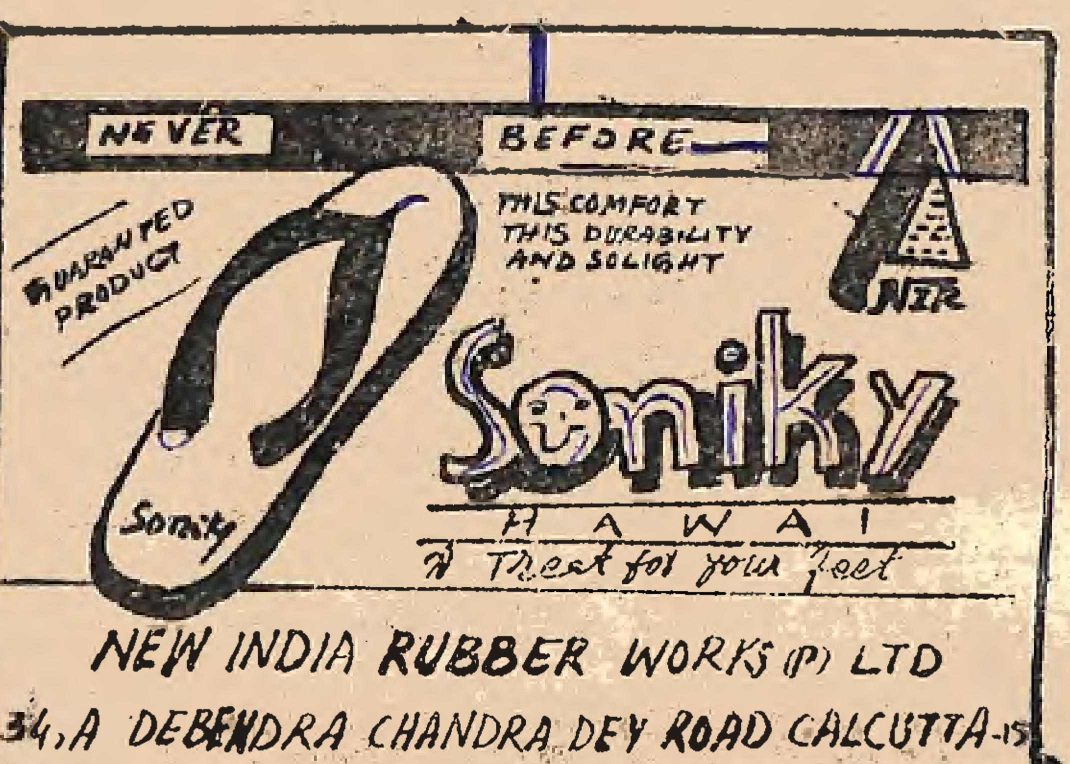

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 2 नवम्बर, 1995 | अंक 46

पवित्र क़ुर्आन

मुकज़्ज़बीन (झुठलाने वालों) का परिणाम

"निस्सन्देह हमने हरेक जाति में कोई न कोई रसूल (यह आदेश देकर) भेजा है कि हे लोगो ! तुम अल्लाह की उपासना करो और सीमा का उल्लंघन करने वाले प्रत्येक व्यक्ति से दूर रहो। इस पर उन में से कुछ लोग तो ऐसे (अच्छे सिद्ध) हुए कि अल्लाह ने उन्हें हिदायत दी तथा कुछ ऐसे कि पथभ्रष्ट होकर उनका सर्वनाश हो गया, अत: तुम देश भर में चल फिर कर देखो कि नबियों (और अवतारों) को झुठलाने वालों का परिणाम कैसा हुआ था।"

(पवित्र क़ुर्आन सूर : नहल आयत न०-37)

हदीस शरीफ़

क्षमाशीलता

हज़रत मआज़ सुपुत्र अनस (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया कि सब से बड़ी विशेषता यह है कि तू उस व्यक्ति से मेल जोल रखे तथा अपनी नातेदारी क़ायम रखे जो तुझ से अपने सम्बन्ध को तोड़ता है तथा तू उस से अच्छा व्यवहार करे जो तुझे हानि पहुंचाता है और उस को क्षमा कर दे जो तुझे गालियां देता है।

(मुस्नद अहमद भाग 3 पृष्ठ 438)

हज़रत अबूहुरैरह (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया कि दान देने से किसी का धन समाप्त नहीं होता। अल्लाह उस व्यक्ति को प्रतिष्ठा प्रदान करता है और बरकत देता है जो किसी अत्याचारी मनुष्य को क्षमा कर देता है।

(मुस्नद अहमद भाग 2 पृष्ठ 235, 438

मलफ़ूज़ात

अहमदिय्या सम्प्रदाय का भविष्य

"मैं पूर्ण निश्चय से कहता हूं और ख़ुदा तआला के फ़ज़ल से इस क्षेत्र में मेरी ही विजय है। जहाँ तक मैं दूरदर्शी दृष्टि से काम लेता हूं तो मैं पूरे संसार को अन्ततः अपनी सच्चाई के बढ़ते हुए क़दमों के नीचे देखता हूं और निकट है कि मैं एक महान विजय पाऊं क्योंकि मेरी वाणी के समर्थन में एक अन्य वाणी बोल रही है और मेरे हाथ मज़बूत करने के लिए एक और हाथ चल रहा है जिसको दुनिया नहीं देखती, किन्तु मैं देख रहा हूं। मेरे अन्दर एक दैवी आत्मा बोल रही है जो मेरे शब्द-शब्द और अक्षर-अक्षर को जीवन देती हैं। आसमान पर एक जोश उबाल पैदा हुआ है कि★

★जिसने एक पुतली की तरह इस मुश्त-ए-ख़ाक (मुट्ठी भर मिट्टी के पुतले) को खड़ा कर दिया है प्रत्येक वह व्यक्ति जिस पर तौबा (प्रायश्चित) का द्वार बन्द नहीं निकट के भविष्य में देख लेगा कि मैं अपनी तरफ़ से नहीं हूं। क्या उन नेत्रों में ज्योति है जो सत्यव्रति को नहीं पहचान सकती ? क्या वह भी ज़िन्दा है कि जिसको इस आसमानी आवाज़ (ईश्वरीय ध्वनि) का अनुभव नहीं ?"

(रुहानी ख़ेज़ायन भाग-3, पृष्ठ-403, इज़ाला औहाम)

नअत रसूलुल्लाह सल्लल्लाहो अलैहे व सल्लम

कलाम हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद मसीह मौऊद अलै०

वह पेशवा हमारा, जिससे है नूर सारा,
नाम उसका है मोहम्मद दिलबर मेरा यही है।
सब पाक हैं पयम्बर इक दूसरे से बेहतर,
लेक अज़ ख़ुदाए बर-तर ख़ैरुल वरा यही है।
पहलों से ख़ूबतर है ख़ूबी में इक क़मर है,
उस पर हर इक नज़र है बद्रुद्दोजा यही है।
पहले तो रह में हारे, पार उसने हैं उतारे,
मैं जाऊं उसके वारे बस, नाख़ुदा यही है।
पर्दे जो थे हटाए अन्दर की राह दिखाए,
दिल यार से मिलाए वह आशनां यही है।
वह यारे ला मकानी, वह दिलबरे निहानी,
देखा है हमने उस से बस रहनुमा यही है।
वह आज शाहे दीं है वह ताज-ए मुर्सलीं है,
वह तय्यबो अमीं है, उसकी सना यही है
हक़ से जो हुक्म आए, उसने वह कर दिखाए,
जो राज़ थे बताए, निअमुल अता यही है।
आँख उसकी दूरबीं है, दिल यार से क़रीं है,
हाथों में शमा-ए-दीं है, ऐनुज्ज़िया यही है।
जो राज़-ए-दीं थे भारे, उसने बताए सारे
दौलत का देने वाला फ़र्मा रवा यही है।
उस नूर पर फ़िदा हूं उस का ही मैं हुआ हूं,
वह है मैं चीज़ क्या हूं बस फ़ैसला यही है।
वह दिलबरे यगाना इल्मों का है ख़ज़ाना,
बाक़ी है सब फ़साना, बस बे-ख़ता यही है।
सब हमने उस से पाया, शाहिद हैं तू ख़ुदाया,
वह जिसने हक़ दिखाया, वह मह-लिक़ा यही है।
अए मेरे यारे जानी ! ख़ुद कर तू मेहरबानी,
वरना बलाए दुनिया, इक अज़दहा यही है।
दिल में यही है हर दम तेरा सहीफ़ा चूमूं।
क़ुर्आं के गिर्द घूमूं काबा मेरा यही है॥

क़ादियान के आर्या और हम पृष्ठ-48 संस्करण-सन् 1907 ई०)

पवित्र कुर्आन असीम ज्ञान राशि का अक्षय कोष है ।

अहमदिया सम्प्रदाय के संस्थापक हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी अपने विरोधियों को जो पवित्र क़ुर्आन के अक्षय ज्ञानभण्डार के विषय में यह समझते थे कि वह सब का सब पहले लोगों पर समाप्त हो चुका है, सम्बोधित करके इस प्रकार कहते हैं-

"विदित होना चाहिए कि पवित्र क़ुर्आन की देदीप्यमान प्रतिष्ठा जो प्रत्येक जाति ऐवं अपनी भाषा रखने वाले पर प्रकाशित हो सकती है जिस को उपस्थित करके हम प्रत्येक मनुष्य को चाहे वह भारतीय हो अथवा ईरानी या यूरोपियन या अमेरिकन अथवा किसी अन्य देश का हो अभियोगी, मौन और निरुत्तर कर सकते हैं वह असीम ज्ञान भण्डार एवं तथ्य तथा सूक्ष्म विद्याएं जो पवित्र क़ुर्आन में विद्यमान् है जो प्रत्येक युग में उस युग की याचना और आवश्यकतानुसार खुलते जाते हैं एवं प्रत्येक युग की विचारधारा का साम्मुख करने के लिए सशस्त्र सिपाहियों की भांति खड़े हैं। यदि पवित्र क़ुर्आन अपने सूक्ष्म तत्वों और गूढ़ रहस्यों के अनुसार एक सीमित वस्तु होती तो कदापि अलौकिक, सर्वप्रकार से सम्पूर्ण चमत्कार नहीं ठहर सकता था। केवल भाषा की उच्चता और उसकी कलात्मकता कोई ऐसी वस्तु नहीं है जिसकी मान प्रतिष्ठा प्रत्येक पढ़े लिखे अथवा अनपढ़ को विदित हो जाए। उसका स्पष्टमान तो यही है कि वह असीम सूक्ष्म ज्ञान भण्डार अपने अन्दर रखता है। जो व्यक्ति पवित्र क़ुर्आन शरीफ़ की इस मान-प्रतिष्ठा को स्वीकार नहीं करता, वह पवित्र कुर्आन के ज्ञानभण्डार से अभागा है और वह उस से वंचित है।

हे ईश्वर सत्ता के दासो ! (हे मानव समाज) निश्चयपूर्वक स्मरण रखो कि पवित्र क़ुर्आन में असीम ज्ञानभण्डार और सूक्ष्म विद्याओं और तत्वों का मान ऐसा सम्पूर्ण मान है जिसने प्रत्येक युग में खड्ग से अधिक कार्य किया एवं प्रत्येक युग अपनी नवीन अवस्था के साथ जो कुछ सन्देह उपस्थित करता है अथवा जिस प्रकार के उच्च ज्ञानभण्डार और तात्विक्ताओं की घोषणा करता है, उसकी पूर्ण सुरक्षा आक्रमणों का पूर्ण एवं सुगठित रुप में पूरा पूरा साम्मुख पवित्र कुर्आन में विद्यमान है। कोई व्यक्ति ब्रह्म समाजी हो, बुद्ध धर्मानुयायी, आर्य अथवा किसी और प्रकार का दार्शनिक कोई ऐसी ईश्वरीय सत्यता नहीं निकाल सकता जो पवित्र कुर्आन में पहले से विद्यमान न हो। पवित्र कुर्आन के अनुपम सत्य और तथ्य कभी समाप्त नहीं हो सकते और जिस प्रकार मानवीय प्रकृति अन्य पुस्तक (भौतिक प्रकृति) की अनुपम विशेषताए किसी पूर्व काल पर्यन्त समाप्त नहीं हो चुकीं अपितु नित नवीन उत्पन्न होती है यही अवस्था इस पवित्र ग्रन्थ की है ताकि परमेश्वर की वाणी और क्रिया में सामञ्जस्य स्थापित हो।"

(इज़ाल औहाम पृष्ठ 304 313)

यह वह सूक्ष्म तत्व है जिसे हज़रत मसीह मौऊद ने संसार के सम्मुख उपस्थित किया है। मुसलमान यह तो विचार करते थे कि पवित्र क़ुर्आन सर्वप्रकार से सम्पूर्ण पुस्तक है किन्तु तेरह सौ वर्ष पर्यन्त उनकी बुद्धि इस ओर नहीं गई कि वह केवल पूर्ण ही *नहीं अपितु एक कोष है जिस में भविष्यकाल की आवश्यकताओं की सामग्री भी गुप्त रुप में रखी गई है।* उसकी खोज करने तथा उस पर गम्भीर विचार करने से उसी प्रकार अपितु उस से बढ़ कर ज्ञानभण्डार का कोष खुलेगा जिस प्रकार घटना जगत की प्रकृति पर विचार करने से ज्ञान का स्रोत फूट पड़ता है। अहमदिया सम्प्रदाय के संस्थापक हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी ने इस सूक्ष्म तत्व को उपस्थित करने से आध्यात्मिक जगत में आविष्कारों का एक विशाल द्वार खोल दिया है जिसका साम्मुख आधुनिक विज्ञान के नाना खोज भी नहीं कर सकते। हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब ने यही किया कि उन समस्याओं को जो समय चक्र से विकृत हो चुकी थी पुनः वास्तविक रुप में संसार के सम्मुख उपस्थित किया कि उनकी समस्त वे बौद्धिक और ज्ञान सम्बन्धी आवश्यकताएं जो इस युग में परिस्थितियों के हेर बदल के कारण उत्पन्न हो रही थीं पवित्र क़ुर्आन से पूरी हो गई एवं भविष्य के लिए भी समस्त कठिनाइयों को दूर करने का साधन और उसे हल करने की कुञ्जी मिल गई।

इस में क्या सन्देह है कि संसार इस समय कुछ सत्यों एवं कुछ सभ्यता सम्बन्धी कठिनाइयों के समाधान के निमित तृषित की न्याई व्याकुल घूम रहा है। यहां तक कि कुछ लोग धार्मिक पुस्तकों में उन कठिनाइयों का समाधान न प्राप्त कर के उन ग्रन्थों से घृणा करने लगे है एवं कुछ लोग नवीन शरीअत के निर्माण के लिए विचार कर रहे है। इस प्रकार वे संसार की कठिनाईयों में और अधिक वृद्धि कर रहे हैं किन्तु जैसा कि अभी आप लोगों पर प्रकट हो जाएगा उन समस्त विपत्तियों और कठिनाइयों का समाधान उस शिक्षा और उन नियमों में विद्यमान है जो अहमदिया सम्प्रदाय के संस्थापक हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी ने संसार के सम्मुख उपस्थित किये हैं। वह शिक्षा एवं नियम पवित्र क़ुर्आन में असंदिग्ध रुप से विद्यमान थे किन्तु उसके एक भाग की तो यह अवस्था थी कि जैसे स्वच्छ और शुद्ध जल में कोई बाहर की गन्दगी पड़ जाए एवं कुछ भाग की यह अवस्था थी जैसे पृथ्वी के गर्भ में जल-स्रोत वह रहा हो किन्तु हमें विदित न हो कि यहां पर जल है। आपने दुर्गन्ध मिश्रित जल को छान कर शुद्ध किया एवं पृथ्वी के अन्तस् वाले जल-स्रोत का ज्ञान कराया एवं सदैव के लिए हमारे नेत्रों के सम्मुख से पर्दा उठा दिया एवं खोज तथा छान बीन का एक विशाल द्वार खोल दिया किन्तु इस सीमा के साथ कि इस्लाम का वह स्वरुप जो हज़रत मुहम्मद साहिब के युग में स्थित किया गया था और जिसे परमेश्वर सदैव सुरक्षित रखना चाहता है, सुरक्षित रहे एवं आधुनिक नवीन आवश्यकताओं की शर्त भी होती रहे।

उपयुक्त वास्तविकता के स्पष्टतया विदित हो जाने के पश्चात् इस बात का समझना सर्वथा सरल हो जाता हैं कि अहमदिया सम्प्रदाय पवित्र क़ुर्आन पर पूर्ण रुप से विश्व से रखता है और अपने का मुसलमान कहता है तथापि वह वर्तमान युग के मुसलमानों के फ़िरकों में से एक फ़िरका उन साधारण संकुचित अर्थों में जन में प्रायः फ़िरका और सम्प्रदाय का शब्द बोला जाता नहीं हैं अपितु वह अपनी घोषणा के अनुसार आज से तेरह सौ वर्ष का इस्लाम उपस्थित करने वाला सम्प्रदाय है, जो पवित्र क़ुर्आन के असीम ज्ञान-भण्डार को अभिव्यक्त करके अपने दूसरे भ्राताओं को उन से अंश देने के हेतु स्थापित हुआ है इसका आस्तित्व किसी विशेष क्रमिक उन्नति का परिणाम नहीं है। न किसी विशेष सम्प्रदाय के स्वाभाविक प्रवाह की अन्तिम तरङ्ग अपितु वह एक नवीन उछाल है जिस ने दो दिशाओं पर पग रखे हैं।